



محدث فتویٰ
ISLAMIC
RESEARCH
COUNCIL

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کسی گناہ کے بارے میں کیسے پتہ چلتا ہے کہ وہ کبیرہ ہے؟ کیا یہ پہچان ضروری ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

!و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

!الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد

:کبار سے چونکہ پہچان ضروری ہے اس لیے ان کی معرفت حاصل کرنا بھی لازمی ہے۔ اس سلسلے میں حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(کان الناس یسئلون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن النحر وکننت أسالہ عن الشر مخافة ان یدرکنی) (بخاری، الشقن، الامر اذا لم تکن بحماتہ، ج: 7084)

”لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں سوال کرتے تھے جبکہ میں شر کے بارے میں آپ سے پچھتا تا کہ کہیں اس کا مرتکب نہ ہو جاؤں۔“

بقول شاعر

عرفت الشر لا لشر لکن لتوقیہ

ومن لم یعرف النحر من الشر یقع فیہ

”میں نے شر کو بری نیت سے نہیں پہچانا بلکہ اس سے بچنے کے لیے پہچانا ہے، جو خیر و شر کا فرق نہیں کر سکتا وہ شر کا مرتکب ہو جاتا ہے۔“

(مختصر کتاب الکبائر از امام ذہبی، ص: 7 (مقدمہ) ط: 4، المکتب التناوینی، ریاض)

:کبیرہ گناہوں کی درج ذیل تعریفات بیان کی گئی ہیں:

1۔ کبیرہ گناہ وہ ہے جس کی معرفت نص قرآنی سے ثابت ہو اور جس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم منع کر دیں وہ صغیرہ ہے۔

(۔ جن چیزوں کی حرمت پر تمام آسمانی شریعتوں کا اتفاق ہو وہ کبیرہ ہیں اور جو گناہ کسی شریعت میں حرام اور کسی میں حرام نہ ہوں وہ صغیرہ ہیں۔) (معاشرہ کی ملک، بیماریاں، ص: 233)

3۔ جن کے ارتکاب سے معرفت الہی کا دروازہ بند ہو جائے۔

4۔ جن کے ارتکاب سے مال و جان کا تحفظ ختم ہو جائے۔

5۔ کبار صغائر کے لحاظ سے ہیں۔

6۔ ہمیں ان کا علم نہیں وہ لیلۃ القدر کی طرح مخفی ہیں۔

7۔ جس کے ارتکاب پر حد کا نفاذ ہوتا ہے یا دوزخ کی وعید آتی ہے یا اسے لعنت یا غضب الہی کا سبب قرار دیا ہے۔

(شرح عقیدہ طحاویہ از علامہ ابن عبد العزیز الحنفی (ترجمہ: مولانا محمد صادق غلیل رحمۃ اللہ علیہ)، ص: 471، ضیاء السنہ، فیصل آباد)

۔ اگر غلطی غیر معمولی ہو مثلاً کسی کی حق تلفی (حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد)، اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی یا ان تعلقات کو توڑنے یا خراب کرنے کی شکل میں ہوں جن پر انسانی زندگی کا امن اور قرار منحصر ہے تو یہ کبیرہ گناہ ہیں۔

13: ((کبیرہ گناہوں کی حقیقت، ص: 13))

(۔ کبیرہ گناہ وہ ہے کہ جس گناہ پر وعید آئی ہے جیسے قتل ناحق، زنا اور چوری کرنا وغیرہ۔) (مواہب الرحمن 92/19)

(Definition) ان تعریفات پر تبصرہ اور صحیح تعریف

ان تعریفات میں سے بعض تو کلیہ غلط ہیں اور بعض جزوی طور پر غیر صحیح ہیں۔ پہلی تعریف اس لیے غلط ہے کہ بہت سی احادیث میں بعض گناہوں کو کبائر کہا گیا ہے اور ان پر کوئی اختلاف نہیں۔ دیگر تعریفات پر تبصرہ کرتے ہوئے شارح عقیدہ طحاوی لکھتے ہیں:

یہ قول (کہ جس کی حرمت پر تمام شرائع کا اتفاق ہے) اس کا تقاضا یہ ہے کہ شراب نوشی، میدان جہاد سے بھاگنا، بعض محرمات سے نکاح کرنا ان سب کو کبائر کی فہرست سے خارج کر دیا جائے اور قیام کے مال سے ایک دانہ چوری کرنا، ہلکا سا جھوٹ بولنا وغیرہ کبائر کی فہرست میں داخل ہو جائیں حالانکہ یہ درست نہیں اور جس شخص نے کبائر کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ جس سے معرفت باللہ کا دروازہ بند ہو جائے یا مال اور جان ضائع ہو جائے اس کی بات کا مطلب یہ ہوگا کہ شراب نوشی، خنزیر، مردار اور خون کھانا اور پاکدامن عورتوں کو مہتمم کرنا کبائر میں شمار نہ ہوں۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے اور جس شخص نے کہا کہ انہیں اضافی لحاظ سے کبائر کہا ہے یا جس کام سے اللہ نے روکا ہے وہ کبیرہ ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ گناہوں کو صحائر، کبائر میں تقسیم نہ کیا جائے حالانکہ یہ غلط ہے، اس لیے کہ یہ بات ان نصوص کے خلاف ہے جو گناہوں کو صحائر، کبائر و قسموں میں تقسیم کرتی ہیں اور یہ (قول کہ کبائر کا علم ہی نہیں ہے یا کبائر مبہم ہیں، یہ درست نہیں، وہ اپنے عدم علم کی بنا پر حقیقت کا انکار نہیں کر سکتے۔) (شرح عقیدہ طحاوی، ص: 472)

حد، جہنم کی وعید اور لعنت و غضب الہی کا تذکرہ جس تعریف میں کیا گیا ہے اس کے بارے میں موصوف لکھتے ہیں:

یہ قول مناسب معلوم ہوتا ہے۔ آگے چل کر اس تعریف کی وجوہ ترجیح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ ایسا قاعدہ ہے جو ان تمام اعتراضات سے بالکل محفوظ ہے جو اس کے غیر پرہیزگاروں کے لیے اس قاعدہ میں ہر وہ گناہ داخل ہے جس کا کبیرہ ہونا نص کے ساتھ ثابت ہے جیسے شرک، قتل، زنا، جادو، پاک دامن بھولی بھالی مومن عورتوں کو مہتمم کرنا، اس طرح اور گناہ بھی ہیں جیسے میدان جنگ سے بھاگنا، قیام کے مال کو کھانا، سود کھانا، والدین کی نافرمانی کرنا، جھوٹی قسم اٹھانا، جھوٹی گواہی دینا وغیرہ۔ اس قول کے راجح ہونے کے کچھ اسباب ہیں، ایک سبب تو یہ ہے کہ یہ سلف صالحین، ابن عباس، ابن عیینہ، ابن خلیل وغیرہم سے منقول ہے، دوسرا سبب ارشاد خداوندی ہے:

﴿إِنَّ جَهَنَّمَ أَكْبَرُ مَا تُشْنُونَ عَنْهُ تُخَفِّرُونَ عَنْكُمْ نَبِيًّا وَلَهُ خَلْقٌ مِّنْ غَلَاظِكُمْ﴾ ۳۱ ... سورة النساء

”تم بڑے بڑے گناہوں سے، جن سے تمہیں منع کیا جاتا ہے، اجتناب رکھو گے تو ہم تمہارے (بھجھوٹے بھجھوٹے) گناہ معاف کر دیں گے اور تمہیں عزت کے مکانات میں داخل کریں گے۔“

اس کریمہ وعدہ کا وہ انسان حقدار نہیں جسے اللہ کے غضب اور لعنت کی دھمکی دی گئی ہے، اسی طرح جو شخص اس قابل ہے کہ اس پر حد شرعی قائم کی جائے۔ صرف کبائر گناہوں سے احتراز کرنا اس کی برائیوں کا کفارہ نہ ہوگا۔ تیسرا سبب یہ ہے کہ اس قاعدے کا تعلق ان گناہوں کے ساتھ ہے جن کا ذکر کتاب اللہ اور سنت میں ہے ان گناہوں پر حد کا نفاذ شارح سے معلوم ہو رہا ہے۔ چوتھا سبب بیان کردہ قاعدہ سے کبائر اور صحائر میں فرق ممکن ہے (دیگر اقوال سے فرق ممکن نہیں۔ (ایضاً، ص: 471-472)

علامہ ابن عبد العز حنفی کے علاوہ بھی بہت سے علماء اور مفسرین نے اسی قاعدہ کو ترجیح دی ہے اور اسی کی تحسین کی ہے۔ نیز اس پر کچھ اضافے بھی کیے ہیں۔ عبد الرحمن صالح محمود لکھتے ہیں:

ہر وہ معصیت کبیرہ گناہ ہے جس پر دنیا میں حد اور عذاب آخرت کی وعید ہو۔ شیخ الاسلام (امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے:

یا جس پر ایمان کی نفی کی گئی ہو یا جس کے ارتکاب پر لعنت کی گئی ہو یا اس طرح کے گناہ۔ ابن خاس و مشقی نے اس پر یہ اضافہ کیا:

جس پر عذاب جہنم کی وعید ہو یا جس کے مرتکب کو قرآن و حدیث میں فاسق کہا گیا ہو۔

(المحرمات والمنہیات، ص: 63، المكتب التعاونی للدعوة والارشاد، حمی المنار، ریاض)

() جس گناہ کی بابت یہ ذکر ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف دیکھے گا بھی نہیں یا اس سے کلام نہ کرے گا یا اس پر غصے ہوگا وہ بھی کبیرہ گناہ ہے۔ (تیسرے القرآن 374/1)

امام نووی نے جس تعریف کو ترجیح دی ہے وہ یہ ہے:

ہر وہ معصیت کبیرہ گناہ ہے جس پر حد لاگو ہوتی ہو یا جس پر جہنم کی وعید یا لعنت و غضب ہو۔ یہ تعریف ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

(شرح مسلم للنووی 85/2 المطبعة المصرية)

شیخ احمد بن حجر لکھتے ہیں:

(زیادہ جامع اور مستحسن تعریف یہ ہے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جس پر کوئی حد، سخت وعید، اللہ کی لعنت یا اس کے غضب کا اظہار ہو۔) (معاشرہ کی ملک بیماریاں، ص: 33)

شیخ عبد الرحمن بن ناصر السعدی اپنی تفسیر میں (ان جہنم اکبار) کے بارے میں لکھتے ہیں: کبائر سے اجتناب میں فرائض کی ادائیگی بھی شامل ہے کیونکہ ان فرائض جیسے نماز پنجگاہ، نماز جمعہ اور صیام رمضان کا تارک کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ آگے لکھتے ہیں: کبیرہ گناہوں کی تعریفات یا اس کے مرتکب سے ایمان کی نفی کی گئی ہو یا اس پر لعنت مترتب ہوتی ہو یا غضب۔

(تیسرے الحرمین فی تفسیر کلام المنان 27/2، ط: 1398، موسیٰ مکہ، مکہ مکرمہ)

: حد اور وعید والی تعریف کے بارے میں سید امیر علی لکھتے ہیں

(یہ تفسیر کبیرہ کی پسندیدہ تعریف ہے۔ (مواہب الرحمن 20/2)

: مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں

کبیرہ گناہ کی تعریف قرآن و حدیث اور اقوال سلف کی تشریحات کے ماتحت یہ ہے کہ جس گناہ پر قرآن میں کوئی شرعی حد یعنی سزا دنیا میں مقرر کی گئی ہے یا جس پر لعنت کے الفاظ وارد ہوئے ہیں، یا جس پر جہنم وغیرہ کی وعید آئی ہے وہ سب گناہ کبیرہ ہیں، اسی طرح ہر وہ گناہ بھی کبیرہ میں داخل ہوگا جس کے مفاسد اور نتائج بد کسی کبیرہ گناہ کے برابر یا اس سے زائد ہوں، اسی طرح جو گناہ جہاد اور بے باکی کے ساتھ کیا جائے یا جس پر مداومت کی (جائے تو وہ بھی کبیرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ (معارف القرآن 385/2)

: ایسی ہی تعریف کو سید مودودی نے ترجیح دی ہے، لکھتے ہیں

اس معاملہ میں جس بات پر ہمارا اطمینان ہے وہ یہ ہے کہ ”ہر وہ فعل گناہ کبیرہ ہے جسے کتاب و سنت کی کسی نص نے حرام قرار دیا ہو یا اس کے لیے اللہ اور اس کے رسول نے دنیا میں کوئی سزا مقرر کی ہو یا اس پر آخرت میں (عذاب کی وعید سنائی ہو یا اس کے مرتکب پر لعنت کی ہو یا اس کے مرتکبین پر نزول عذاب کی خبر دی ہو۔“ (تفہیم القرآن 213/5)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ افکار اسلامی

گناہان کبیرہ، صفحہ: 592

محدث فتویٰ

